رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک فعل کی غدادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۳-۲۴

سلسلہ کی خبریں

(۱۶ جون تک)

آج ۱۶ جون ۱۹۱۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ و حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مع تمام متعلقین و صاحبزادگان بمبئی سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ اور حضرت ام المومنین بھی خدا کے فضل سے صحتیاب ہیں اور بھوڑا مندمل ہو رہا ہے +

پندرہ روزہ ماہ رمضان میں فاروق پندرہ روز کے بعد ۱۲ صفحہ پر نکلا کرے گا۔ چنانچہ اسی لئے ۲۳ و ۲۴ نمبر ۲۰ - جون کو شائع کیا جاتا ہے ۔ ۱۳ - جون کا اسی میں شامل ہے۔ اس کے بعد ۴ - جولائی کو پرچہ نکلے گا +

(مینیجر)

تبلیغ رسالت طیار ہو گئی

جہاں مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بن کے خود بازار میں آئے

خدائے قادر و کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل و رحم سے مجھے یہ دن دکھایا کہ حجری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نایاب و گمشدہ جواہرات یعنے مجموعہ اشتہارات کی جلد اول مکمل و مرتب ہو کر آج تیار ہو گئی یہ مجموعہ جس محنت اور کوشش سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کا پتہ احباب کو جلد اول سے ہی لگ جائے گا اب انشاء اللہ اسکے بعد بقایا نو جلدیں یکے بعد دیگرے پے در پے شائع ہونگی۔ کیونکہ اس دُر بے بہا کی چھپائی کے واسطے محض خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنا پریس بھی جاری کر لیا ہے۔ اور چھپائی کی تمام دقتیں اب رفع ہو گئی ہیں۔ اور امید قوی ہے۔ کہ خدا چاہے تو ہر ماہ میں ایک جلد طیار ہو کر شائع ہوتی رہیگی ؛

پہلی جلد وی پی ہوگی جن احباب نے اس کامل مجموعہ کی خریداری منظور فرما کر کل مجموعہ کی قیمت پیشگی عطا فرمائی ہے۔ ان سب کے نام صرف محصول ڈاک کا وی پی اور جن احباب نے صرف ایک ایک روپیہ قیمت پیشگی دی ہے۔ ان کے نام ہر ایک جلد عہ کی وی پی ارسال ہوا کریگی۔ اور آخری دسویں جلد ان کو بلا قیمت روانہ کی جائیگی۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ تا دوسری بقیہ جلدوں کے طبع وغیرہ کے اخراجات میں دوبارہ دوستوں کو تکلیف نہ دی جائے کہ وہ پیشگی قیمت عطا کریں۔ یہی ایک ایک روپیہ پیشگی ان کا آخری جلد تک جمع رہیگا۔ اور نو جلدیں ان کو وی پی کر کے ارسال ہوتی رہینگی۔ اور اس ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگی میں آخری جلد جو دسویں ولی - بلا قیمت بھیجی جائیگی - لہذا یہ عام اطلاع دیجاتی ہے کہ جن جن دوستوں نے ایک ایک روپیہ پیشگی بھیجا ہوا ہے - ان کے نام جلد اول عہ کا وی پی معہ محصولڈاک ہو کر بھیجی جاتی ہے - وہ بلا دریغ وصول فرما کر دیگر حصوں کی اشاعت کا ثواب حاصل کریں - اور جن کی سالم مجموعہ کی قیمت آئی ہے - ان کے نام صرف ۳ر کا وی پی آئے گا - جو محض محصولڈاک کا ہوگا - بروی پی محصولڈاک کا اسلئے کیا جائے گا تاکہ کتاب ضائع نہ ہو جائے - اور ان کو پہونچ جائے - جنھوں نے کوئی قیمت پیشگی ارسال نہیں کی - ان کو ایک روپیہ سات آنہ میں معہ محصولڈاک ہر ایک جلد ملیگی - گویا پیشگی قیمت دینے والے اصحاب خواہ سالم قیمت دے چکے ہیں - خواہ صرف ایک ایک روپیہ ان کو عہ ریں - اور جو جدید خریدار ہوں - جن کی کوئی قیمت پیشگی نہیں آئی - ان کو عہ علاوہ محصولڈاک میں ہر ایک جلد ملیگی - ۳ر صرف وی پی وغیرہ محصولڈاک ہے - جو ہر ایک خریدار کو دینا ہے - اب جلد اول لگلے ہفتہ سے اس طریق بالا کے مطابق دفتر ہذا سے روانہ ہونی شروع ہو جائے گی - احباب وصولی وی پی کے لئے تیار رہیں - اور جن بعض دوستوں نے صرف درخواست خریداری بھیجی ہے - اور کوئی قیمت پیشگی نہیں ارسال کی - ان کے نام عہ کا معہ محصولڈاک وی پی ہوگا - جلد اول پوری ۱۰ صفحہ یعنے ۱۰ جزو کی حسب وعدہ طبع ہوئی ہے - دوسری جلد زیر طبع ہے - جو انشاء اللہ ماہ جولائی میں شائع ہو جائے گی - خدا کا شکر ہے کہ اس ماہ مبارک رمضان شریف میں جلد اول تکمیل ہو کر شایع ہوئی ہے - والسلام

کارِ ثواب

احباب ماہ رمضان المبارک میں چندہ دار احمدی برائے نام فاروق جاری کرا کر ثواب حاصل کریں ۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی مایوس زار

ولایتی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ سابق زار روس اور اس کا خاندان اب تک ٹوبالسک مقام سائبیریا میں زندگی کے دن تکلیف سے کاٹ رہا ہے - سابق ولیعہد کی صحت پہلے ہی نازک رہا کرتی تھی - اب موسمی خرابیوں سے اور بھی نازک ہو گئی ہے - ان کا جو بی مکان سردیوں میں اسقدر سرد ہو جاتا ہے کہ زار کے خاندان کو شام کو لوگوں کے کمرے میں پناہگزین ہونا پڑتا ہے - دھواں دینے والا مٹی کا تیل لیمپ میں جلتا ہے - زار روس کے خاندان کو عام حمام میں نہانا پڑتا ہے - شاہزادیوں کا لباس پرانا اور پھٹا ہوا ہے - مگر وہ اسی کو پہنکر باہر نکلتی ہیں - ان کے پاس جواہرات باقی نہیں - خط و کتابت پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے - محافظ گارڈ کے سپاہیوں میں اور بھی اضافہ ہوا ہے - خود نکولس دن بدن زیادہ افسردہ اور خاموش ہوتا جاتا ہے - معلوم نہیں ابھی اس برگشتہ بخت انسان کی قسمت میں کیا کیا لکھا ہے مسیح موعود کا نشان کس صفائی سے پورا ہوا ؛

سپین میں ایک پُراسرار بیماری پھیلی

خبر ہے کہ اندلس سپین میں ایک عجیب قسم کی پُراسرار بیماری پھیل رہی ہے - جسمیں خود بادشاہ اس کا وزیر اعظم اور ۳۰ فیصدی لوگ مبتلا ہیں - اس بیماری کی علامات یہ ہیں - تیز بخار - چھاتی میں درد اور اسہال - ابھی تک اس بیماری نے کوئی خوفناک صورت اختیار نہیں کی - تاہم اس کی نسبت اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں کہ مریض کو کھلی ہوا میں رہنا چاہیئے بیماری کی شدت کا یہ حال ہے - کہ بہت سے تھیٹر بند کر دینے پڑے ہیں - اور شہر میں کئی ٹرمگاڑیاں بند ہیں ؛

پیغام صاحب غور فرماویں

ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح شاکی ہوئے ہیں کہ ہم خواجہ صاحب قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی از لنڈن اور ان کے مشن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں - اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ "ملے باد شقاق ایں ہمہ آوردۂ تست" مجھے لنڈن آئے ہوئے آج اڑھائی سال گذرتے ہیں - اس سے قبل کہ آپنے قضائی صاحب کا ظالمانہ مضمون چھاپا - اور اسپر اپنے بے جا حاشیے چڑھائے - کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں - کہ ہماری طرف سے کوئی مضمون خواجہ صاحب کے متعلق یہاں سے بھیجا گیا تھا - پھر اس کے بعد آپ کی طرف سے معاندانہ مضامین کا سلسلہ برابر جاری ہے - ہم باوجود اس کے ہمت عبر اور چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں - اور خواجہ صاحب کے ڈھول کا پول جس قدر ہم کو معلوم ہے - اس کی ساری کیفیت تا حال ریزو ہے - اب بھی آپ اپنی زیادتیوں سے باز آجاویں تو ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ خواجہ صاحب کیا کر رہے ہیں - اور کیا نہیں کر رہے - وہ جانیں اور ان کا کام - ہمارے پاس اپنا کام بہت ہے - اور اس سے فرصت کم ؛

بے حیا کی بلا دور

پیغامیوں کی عجیب درخی چال ہے - جب عام مسلمانوں سے چندہ لینے کی غرض ہوتی ہے - تو فرماتے ہیں - دیکھو ہمارا اسلامی مشن لنڈن میں احمدیت کا نام بھی نہیں لیتا - صرف تمہارا مذہب اسلام پھیلا رہا ہے - بابا اسکے واسطے کچھ پیسے دے جاؤ - اور جب یہ سوال ہوتا ہے کہ تم احمدی قوم کے نمائندے نہیں تو جھٹ اخباروں کو نوٹس جاتا ہے - کہ دیکھو ہمارا مشن لنڈن میں قائم ہے - اور لاہور میں مدرسہ موجود ہے اسواسطے احمدیوں کے ہم بڑے نمائندے - سوال از آسمان جواب از ریسماں - جس مشن اور جس مدرسہ میں احمدیت کا نام بھی سم قاتل ہے - اسکو احمدیت کی کارگذاری قرار دینا اور پھر اس کی بنا پر احمدیوں کا نمائندہ بن بیٹھنا عجیب دغا کا کام ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۴ر جون ۱۹۱۸ء

رمضان المبارک کے متعلق ہدایات

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

اوّل یہ کہ چاند دیکھ کر یا جب شعبان کے تیس دن پورے ہو جائیں۔ تو روزے رکھنے شروع کر دو۔ ایک دو دن پہلے سے رکھنے نہ شروع کر دو۔ کہ شک کا روزہ نہیں ہوتا ایک مرد عادل کی گواہی (بحالت ابر) روزہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔ اور جہاں تک اختلاف مطلع نہ ہو۔ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر کے مسلمانوں پر حجت ہے اور خبر کی خبر معتبر ہے۔ جس حد تک اور جن جن صورتوں میں عام معاملات میں اعتبار کیا جاتا ہے۔

دوم۔ سحری کھانا سنت ہے۔ آٹھ پہر روزہ بلا کسی خاص وجہ کے زیادہ ثواب نہیں دلاتا۔ اس کے وقت کے متعلق زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ہمنے سحری کھائی۔ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پوچھا گیا کہ کتنا وقفہ تھا۔ بتایا کہ جتنے میں کوئی پچاس آیت پڑھ لے۔ اور سہل بن سعید کہتے ہیں کہ سحری کھا کر مجھے فجر کی جماعت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنے کی جلدی ہوتی ؛

سوم۔ روزے کی نیت ضروری ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو نیت نہ کرے۔ اس کا کوئی روزہ نہیں۔

چہارم۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔ اگر مومن پر پچھلے کے بعد تک جنبی ہو۔ اور رات کو اپنی بیبیوں کے پاس جانا منع ہے ؛

پنجم۔ اگر بھول کر کھا پی لے۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور مفصلہ ذیل باتوں سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۱) تے سے (۲) سینگی لگانے سے (۳) مسواک سے رطب ہو یا یابس۔ پہلے پہر ہو یا پچھلے پہر (۴) سرمہ سے (۵) احتلام سے (۶) بوسہ لینے اور مباشرت سے (۷) جو چیز غذا یا دوا نہیں۔ ایسا ہی بلا اختیار حلق میں گرد و غبار۔ مکھی۔ مچھر۔ پیسنے ہوئے آٹا یا تمباکو کوٹتے ہوئے غبار چلا جائے۔ آنکھ میں دوائی ڈلوانے۔ خوشبو سونگھنے۔ تلوار لینے سے۔ بشرطیکہ حلق میں نہ پہونچے بلغم نگل جانے سے۔ دانتوں سے خون جاری ہو جانے سے یا کھیر پھوٹنے سے یا ناک کا پانی حلق میں چلے جانے سے۔ غوطہ لگانے سے۔ سر پر بوجہ گرمی کے پانی ڈالنے یا کلی کرنے سے ؛

ششم۔ جماع سے خواہ بغیر انزال کے ہو۔ اور نسی کھانے سے خواہ کسی طریق سے ہو۔ روزہ ٹوٹ جاتا ہے کلی کرتے ہوئے پانی اندر چلا جائے۔ تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی قضا لازم ہے۔ جیسا کہ اس کو جسے بعد میں معلوم ہو کہ جو وقت ہمنے سحری کھائی۔ صبح ہو چکی تھی یا جب افطار کیا۔ تو ابھی سورج غروب نہیں ہوا اور اگر عمداً کھا پی لے یا جماع کرے۔ تو دو مہینے پے در پے روزے رکھنے پڑینگے یہ نہ ہو سکے۔ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے ؛

ہفتم۔ روزہ نہ رکھنے کے یہ عذر ہیں۔ اکراہ مثلاً جیل خانے میں ہے۔ ایسی بھوک پیاس کہ جان جانے کا خوف ہو۔ ایسی حالت میں روزہ افطار کر دینا چاہیئے جنون۔ بے ہوشی۔ حاملہ ہو بچے کو دودھ پلاتی ہو۔ (بعد وضع حمل یا ارضاع قضا کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو فدیہ طعام مسکین۔ سفر درپیش ہو۔ مرض لاحق حال ہو۔ مسافر و مریض بعد رفع عذر قضا کریں۔ سفر کی اقل مدت بطور ضابطہ سات کوس ہے۔ ہمارے مسیح موعود تو بالعموم تین چار کوس فاصلہ کو بھی سفر فرماتے تھے۔ ہاں روزمرہ کا معمول بطور گشت و دورہ و سیر نہ ہو۔ کیونکہ ثلثہ فرسخ یعنے ۹ میل پر نماز قصر کرنے کا حکم ہے۔ سفر میں روزہ رکھنا کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں تو نافرمانی کا فتوے لگتا ہے۔ ایسا ہی مرض کی نسبت تھوڑے یا بہت کی قید نہیں لگائی۔ کیونکہ انسان کیا جانتا ہے کہ اس معمولی مرض میں روزہ رکھنا خطرناک نہیں اگر دائم المریض ہو یا شیخ فانی۔ تو اس کے لئے ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم ہے۔ خدا صحت بخشدے تو پھر بشرط استطاعت قضا کرے۔ ایسا ہی مسافر مقیم ہونے پر اور اگر روزہ رکھ لیا ہے۔ پھر سفر پیش آگیا یا مریض ہو گیا تو روزہ افطار کر دے۔ ہاں جو کام روزے کے جاتے ہیں۔ جیسے کاشتکاری کے۔ ان کی وجہ سے روزہ معاف نہیں۔ عورت بحالت حیض روزہ نہ رکھے۔ بعد میں قضا کرے۔ استحاضہ والی روزے بے شک رکھے ؛

ہشتم۔ روزہ پو پھٹنے سے شروع کرے۔ صبح کاذب میں جو ذنب السرحان کی طرح اوپر نکلی ہوئی روشنی کا نام ہے۔ کھانا پینا جائز ہے۔ صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک اس موسم میں عموماً ایک گھنٹہ پندرہ منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ چاندنی راتوں میں اس سفید تاگے کا جو شمالاً جنوباً اندھیرے سے جدا ہوتا ہے۔ پتہ نہیں لگتا۔ اسلئے احتیاط چاہیئے۔ دیہات میں اذان پر دارو مدار رکھتے ہیں۔ حالانکہ بعض ملاں بے وقت اذان دیتے ہیں۔ ہر ایک شخص خود ذمہ وار ہے۔ بعض لوگ جو وقت مرغ بولے۔ پھر نہیں کھاتے۔ یہ بھی کوئی شرعی حکم نہیں ؛

نہم۔ روزہ سورج ڈوبنے پر کھولدے۔ یعنے جب قرص خورشید نہاں ہو جائے۔ اور مشرق کی طرف سے رات چڑھ آئے۔ روزہ دیر سے کھولنا اچھا نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت پسندیدہ وہ عبد ہے۔ جو اوّل وقت میں روزہ کھولدے۔ روزہ کھجوروں سے کھولنا مستحب ہے نہ ملیں تو پانی سے۔ مگر ایک دم دن بھر کی بھوک پیاس کی کسر نکالنے پر نہ تل جانا چاہیئے یہ فعل خلاف سنت ہونے کے علاوہ معدہ کے لئے بھی مضر ہے۔ پس روزہ افطار کر کے اطمینان سے نماز پڑھو پھر کھانا کھاؤ۔ روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ اَذْھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہ

ابواب صیام | یہاں تک تو ہمنے روزے کے عام احکام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتائے۔ اب میں آپ کی توجہ اس حدیث نبوی کی طرف منعطف کرنی چاہتا ہوں۔ کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظماء۔ یعنے کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ روزوں سے سوائے پیاس کے انہیں کچھ حاصل نہیں۔ خدا نہ کرے۔ خدا نہ کرے کہ آپ ایسے لوگوں میں محسوب ہوں۔ حق یہ ہے کہ روزے سے مراد صرف بھوک پیاس سے رکنا نہیں۔ بلکہ یہ تو سبق سکھایا جاتا ہے۔ حرام سے رکنے اور حلال کو اللہ تعالےٰ کی مرضیات میں خرچ کرنے کا بلکہ اپنی ہر حرکت سکون قول و فعل خدا کے منشاء کے ماتحت کر کے فرمانبردارانہ زندگی بسر کرنے کا اسلئے ان احادیث کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری مشکوٰۃ) جو جھوٹ بولنا اور اسپر عمل نہیں چھوڑتا۔ تو بن رکھے۔ کہ اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ کوئی اپنا پینا چھوڑ دے۔ روزے رکھنے سے مقصود تو متقی بننا ہے۔ جب یہ تقوےٰ نہیں۔ تو پھر روزے سے اس نے کیا فائدہ حاصل کیا۔ ایسا ہی فرمایا۔ لیس الصیام من الطعام والشراب وحدہ انما ھو من الکذب والباطل واللغو والحلف۔ روزہ یہی نہیں کہ کھانے پینے سے آدمی رک جائے۔ بلکہ اسکے ساتھ جھوٹ بولنے جملہ خلاف حق امور اور لغو کاموں اور جھوٹی قسموں سے باز رہنا چاہیئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ الصیام جنۃ فلا یرفث ولا یجھل فان امرء قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین (مشکوٰۃ) روزے ڈھال ہیں پس روزہ دار فحش بکے نہ جھگڑا کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو اسے کہدے بھائی صاحب میں روزے سے ہوں۔ آپ مجھے معاف فرمائیے دوبارہ یہ لفظ میں لکھ کر میں اپنے احمدی دوستوں کو مخاطب کرتا ہوں۔ میرے پیارے بھائیو! تم خدا کے فضل سے احمد رسول اللہ کے زیر تربیت تعلیم پاتے رہے ہو۔ تم اس مدرسہ کے ابتدائی طالب علم نہیں ہو کہ میرا مطالبہ تم سے بعض ابتدائی باتوں پر ہو۔ جیسے تمہارا اللہ پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان۔ کتب الٰہیہ پر ایمان۔ یوم الآخرۃ پر ایمان۔ تمام ارکان اسلام پر ایک جداگانہ شان رکھتا ہے۔ اور تم عرفان و ایقان و احسان کے اعلےٰ مراتب پر پہنچ چکے ہو۔ اور جیسے تمہاری نمازیں نہ صرف جسمانی اعتبار سے بلکہ روحانی اعتبار سے اپنے اندر ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں جیسے تمہارے اخلاق تمہارے عادات تمہارے معاملات ایک نمایاں خصوصیت کے ساتھ مشہور بین الناس ہیں۔ ایسے ہی تمہارے روزے بھی معمولی عوام کے روزے نہیں ہونے چاہئیں۔ یعنے صرف اسی حد تک نہیں کہ دیگر مدعیان اسلام کی طرح ہم بھی دن بھر کھائیں۔ بلکہ اس جسم میں روح بھی ہونی چاہیئے جس سے پرواز کر کے خدا کی جناب محل تقرب تک پہنچ جائیں۔ اور ہم ایک عالم کو دکھا دیں کہ ہمارے روزے اپنے اندر ایک روحانیت رکھتے ہیں۔ پھر کوئی معترض اسلام کے احکام کے خلاف زبان اعتراض نہ کھول سکے۔ ہمارا طرز عمل ہی ان کا بہترین جواب ہو۔ ہر روز روزہ کھولنے کے بعد ہم اپنے نفوس کا محاسبہ کریں۔ کہ ہم نے کس کس بدی کو چھوڑا۔ اور کس کس نیکی کو اختیار کرنے کی طاقت پائی۔ حدیث میں ہے۔ من استوٰی یوماہ فھو مغبون ؎

جس کے دو دن ہوں برابر حال کے
اس میں کیا شک ہے کہ وہ مغبون ہے

مومن تو ہر لحظہ ہر گھڑی ظلمات سے نکل نور کی طرف آتا ہے (اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور) توفیق سے۔ اگر ہم اس نورانی مہینے میں نور کے ذریعے اپنی ظلمات رسوم و رواج و ظلمات بدعات و ظلمات عادات و ظلمات کسل سے باہر نہ نکلیں۔ سحری کے وقت روٹی کھانے کے لئے تو ہماری جاگ کھل جائے۔ اور ہم ہر روز باقاعدہ بیدار ہوں۔ اور اس جاگنے کے لئے ٹائم پیسوں کو الارم دیں۔ اپنے عزیزوں دوستوں کو تاکید کریں کہ ہمیں اٹھا دینا۔ اور روحانی غذا (تہجد و قرآن مجید) کے لئے سال کے دوسرے مہینوں میں ہم نہ اٹھ سکیں۔ افسوس ہے ہماری حالت پر۔ رمضان کے دنوں میں تو تدارس قرآن کے لئے وقت نکال لیں۔ اور ہمارے معمولی کاموں کا کچھ حرج نہ ہو۔ اور سال کے دوسرے دنوں میں اس کو مضائقہ کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے قادیب میں بھوک کے وقت اس بات کا احساس پیدا کریں۔ کہ غریب مسکین لوگوں کو بھوک سے ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے۔ جیسی ہمیں ان ایام میں پس بقدر اپنی طاقت کے ان کی خبر گیری کرتے رہیں۔ صدقہ دینے سے کبھی مال کم نہیں ہوتا۔ اگر صدق نیت سے اخلاص کے ساتھ دیا جائے۔ تو مال اسی دنیا میں بڑھتا ہے۔ اور اس کی زندہ مثالیں موجود ہیں ؎

زکوٰۃ مال بدہ کن کہ فضلہ رزق را
چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

(۲) انہی روزوں سے اپنے اندر مستقل طور پر مصیبت کے وقت صبر و قناعت کا مادہ پیدا کرو۔ اور کسی نقصان مال و جان یا جوع یا خوف و نقص ثمرات سے گھبرا نہ جاؤ۔ بلکہ صبر سے ایک درجہ ترقی کر کے شکر و رضا بالقضاء کے مقام پر پہنچ جاؤ (۳) نرمی اور بردباری اپنا شیوہ بنا لو۔ اور شب بیداری اور سحر خیزی کی ایسی عادت کرلو کہ قلیل من اللیل مایھجعون اور مستغفرین بالاسحار کی مثالیں دیکھنے کے لئے اکناف عالم میں قرآن خواں کی نظر صرف نہیں پڑے (۵) جیسے تم روزہ کھولنے کے وقت بھوک و پیاس کی شدت کے بعد معمولی روٹی اور پانی کو دیکھکر بے اختیار الحمد للہ الحمد للہ کہے جاتے ہو اسی طرح روز ہر نعمت کے ملنے پر تم الحمد للہ پڑھو۔ اور خدا کا شکر بجالانا اپنا معمول بناؤ۔ کیونکہ ولئن شکرتم لازیدنکم وارد تنزیل ہو چکا ہے (۶) جیسے رمضان میں قرآن شریف پڑھنے سننے کا موقع نکالتے رہے ہو کیا اچھا ہو کہ ہر مہینے میں تمہارا یہی دستور العمل رہے الغرض تمہارے روزے عوام کے روزے نہ ہوں بلکہ تمہارے روزے وہ روزے ہوں۔ جن کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اخص الخواص کے روزے کہتے ہیں۔ جن کے لئے چھ ہدایات ہیں۔ اول نظر کا نیچے رکھنا۔ اور جو باتیں بری اور مکروہ ہیں۔ ان کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ بلکہ ان چیزوں سے دل ہٹائے رکھنا جو خدا تعالےٰ کی یاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے غافل کردیں۔ جو خدا تعالیٰ کے خوف سے بدنظری سے بچے۔ اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تو وہ اپنے اندر ایک نور ایمان پائے گا۔ اور ایسی روحانی لذت اٹھائیگا جو اس عارضی خوشی کے مقابل میں ہیچ ہوگی۔

دوم۔ صوفیا کے نزدیک جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ مجرد نظر کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس زبان کو بے ہودہ جھوٹ غیبت چغلی فحش۔ ظلم۔ جھگڑے گالی گلوچ اس کلام سے جو خلاف امر اور قال الرسول کے خلاف ہو۔ اور کسی کی بات کاٹنے سے محفوظ رکھو۔ سکوت لازم پکڑو۔ اور حتی الوسع ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہو۔ یہ تو آنکھوں اور زبان کا روزہ ہوا ؛

سوم۔ کانوں کو بری باتوں کے سننے سے باز رکھو۔ جن باتوں کا کہنا حرام ہے۔ ان کا سننا بھی منع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سماعون للکذب اکالون للسحت فرما کر جھوٹ سننے والوں کو حرام خوروں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور مولویوں اور پیروں کو تہدید فرمایا ہے۔ کیوں نہ منع کیا۔ ان کو گندہ باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون ۵/۶۶ اور حدیث میں غیبت سننے والے کو غیبت کرنے والے کی مثل ٹھہرایا پس یہ کانوں کا روزہ ہے ؛

چہارم۔ ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو بری باتوں سے روکنا۔ اور شکم میں افطار کے وقت حلال طیب رزق ڈالنا۔ اس بارے میں بہت احتیاط کرو کہ تم جیب روزہ کھولو۔ تو نہایت پاک اور مطہر کھانے سے کھولو۔ حقہ جیسی مکروہ چیز یا ایسے مال کے کھانے سے افطار کرنا جو چوری یا کسی ناجائز طریق سے کمایا گیا ہو۔ اپنے روزے کو برباد کرنا ہے۔ اور اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو بڑی محنت اور خرچ کے ساتھ اپنے رہنے کے لئے ایک محل بنائے۔ اور پھر اسے بغیر کسی وجہ کے منہدم کرا دے۔ تمہارے ہاتھ کبھی کسی ناجائز چیز کی طرف نہ بڑھیں تمہارے پاؤں کسی ایسی جگہ چل کر نہ جائیں۔ جو خدا کے نزدیک ممنوع ہے ؛

پنجم۔ حلال بھی کھاؤ۔ تو اسراف سے بچو۔ جب روزہ جذبات نفس کو کم کرنے کے لئے ہے۔ تو بہت ہوس کی بات ہے۔ اگر کھانے پینے میں اسقدر اہتمام و تکلف کیا جاوے۔ جو اپنی حالت سے بڑھ کر ہو۔ اور جو جسمانی قوی کو قائم و قوی رکھنے کی بجائے اور بیمار کر دے۔ روزہ رکھنے کا مقصد تو یہ ہے کہ قوت بہیمیت کم ہو۔ اور روحانیت بڑھے۔ پس ایسی چیزوں کی بھرتی جس سے قوائے شہوانیہ میں انگیخت ہو۔ جائز نہیں۔ ملکوت اللہ اپنے درمیان تن پروری کو آڑ نہ بناؤ۔ بلکہ یہ اجتہاد کرو کہ اس کا اثر تمہارے ظاہری قوی پر پایا جاوے۔ اور تم سبک سیر ہو کر ملاء اعلیٰ میں پہنچ جاؤ ؛

ششم۔ افطار کے وقت بجائے اسکے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں محو ہو کر خدا بھول جاؤ۔ چاہیئے کہ تمہارے دل خوف سے بھر جائیں۔ اور تمہیں یہ فکر لاحق ہو۔ کہ ہمارا روزہ منظور ہوا یا نہیں۔ دن بھر صرف منہ باندھے اور باقی شہوات میں مستغرق رہنا اس امانت کو ضائع کرنا ہے۔ جو پروردگار نے ہمارے سپرد کی۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی وضو میں کسی عضو کو بجائے پانی سے دھونے کے تین بار مسح کر دے۔ اور کہے شرط پوری کر دی۔ حالانکہ اصل مقصود جو دھونا تھا۔ اس سے وہ کوسوں دور ہے پھر صرف روزہ رکھنے ہی پر اکتفا نہ کرو۔ بلکہ صدقہ و خیرات معمول سے زیادہ کرو۔ اور ہر نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان (باب الاعتکاف) غرض تم روحانیت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہوئے آخری عشرہ میں اس حالت تک

اعتکاف

پہنچ جاؤ۔ کہ اپنے معمولی کاروبار اور تعلقات بھی ایک مدت تک چھوڑ دو۔ سال میں دس دن کیا چیز ہیں۔ جہاں تین سو پچاس روز اپنے دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہو۔ وہاں یہ دس دن محض اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کے واسطے خالص کر دو۔ مسجد میں بیسویں کی صبح کو ایک پردہ کر کے بیٹھ جاؤ۔ اور تلاوت قرآن مجید و مطالعہ احادیث و ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ اعتکاف بڑی اچھی باتیں ہیں۔ بالعزم خصوصیت سے کسی مریض کی عیادت نہ کرنے جائے۔ کسی جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ عورت کو مس بالشہوت نہ کرے نہ مباشرت کرے۔ اور بے روزہ نہ ہو۔ غیر مسجد نہ ہو۔ اور مسجد سے باہر نہ نکلے۔ بجز کسی ایسی حالت کے جن سے انسان کو چارہ نہیں یعنے فضاء حاجت غسل جنابت مگر اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ تو دوسری میں جا سکتا ہے رستے چلتے چلتے کسی مریض کو پوچھ لے۔ تو مضائقہ نہیں۔ مسجد میں بات چیت بے شک کرے ؛

غرض آخری عشرہ میں عبادت کے واسطے غیر معمولی اہتمام کرے۔ حدیث میں حضرت عائشہ کی روایت سے آیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پچھلے دس دنوں میں اپنی کمر کس لیتے۔ اور شب بیداری فرماتے بلکہ اپنے اہل کو بھی جگاتے۔ اور عبادت و ذکر الٰہی تلاوت قرآن و معمول خیرات میں غیر معمولی کوشش فرماتے۔ اعتکاف کے لئے عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں۔ بلکہ مستحاضہ بھی۔ اور بی بی اپنے میاں سے بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں اسکتی ہے۔ اور معتکف مسجد کے دروازہ پر بھی لوگوں سے بات چیت کر سکتا ہے ؛

قیام رمضان

ماہ رمضان میں ایک تو روزوں کا حکم ہے۔ دوسرے حسب طاقت کھانا کھلانے کا۔ تیسرے تدارس قرآن مجید کا۔ چوتھے قیام رمضان کا یعنے نماز نوافل میں معمول سے زیادہ اہتمام۔ تین طریقے قیام رمضان کے مروج تھے۔ بعض بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے ہیں بعض آٹھ رکعتیں باجماعت عشاء کی نماز کے بعد معاً یا سحری کے وقت یعنے پہلی یا پچھلی رات بعض گھروں میں ہنجد پڑھ لیتے۔ جس کو جو میسر آئے۔ وہ کرے یہ نماز جس کو تراویح کے نماز کہتے ہیں۔ کوئی الگ نماز نہیں بلکہ وہی تہجد کی نماز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو تین رات ماہ رمضان میں اسے باجماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی پڑھوایا۔ پھر فرمایا کہ گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ حضرت عمر نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور کچھ باجماعت۔ تو آپ نے انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا۔ اور فرمایا کہ پچھلی رات پڑھنے کی نسبت سو رہنے والے اس وقت قیام کرنیوالوں سے افضل ہیں۔

اور ابی بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھا دیا کریں۔

صدقۃ الفطر اس طرح پر گنتی پوری کرے۔ اور پھر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم ولعلکم تشکرون کے ارشاد واجب الانقیاد کے ماتحت شوال کا ہلال دیکھکر روزے رکھنے چھوڑ دی اور شکریہ مالی صدقۃ الفطر کی صورت میں اور شکریہ روحانی و جسمانی نماز کی شکل میں ادا کرے۔

صدقۃ الفطر اسلئے مشروع ہے کہ عید کے دن مساکین کی امداد ہو۔ اور روزے میں جو نقص رہ گئے۔ ان کو پورا کرے۔ ہر صدقہ غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت۔ چھوٹے بڑے۔ غنی فقیر پر ہے۔ نماز پڑھنے سے پہلے ادا کر دینا چاہیئے۔ ورنہ پھر صدقۃ الفطر نہیں۔ بلکہ معمولی ہو جائیگا جو اور ہمچو قسم جنس ایک صاع فی کس اور گندم نصف صاع۔ صاع دو مد کا ہوتا ہے۔ اور صاع کوئی تین سیر انگریزی کے قریب کہا جاتا ہے۔ غلہ کے عوض نقدی بھی جائز ہے۔

عید الفطر یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں (۱) اپنی آرائش (۲) غسل (۳) مسواک (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں جلد جانا (۸) کچھ کھا کر جانا (۹) نماز کا پیدل جانا (۱۰) جس راہ سے جاویں۔ دوسری راہ سے آویں (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ الحمد یا کلمہ شہادت (۱۲) مسنورات کا بھی عیدگاہ میں جانا امر مسنون ہے۔

طریق نماز بغیر اذان و اقامت کے سب سے پہلے نماز پڑھی جاوے۔ بتکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لیں ثنا پڑھ کر پھر سات تکبیریں کہی جاویں۔ اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک کھلے چھوڑے جاویں ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں۔ ماسوائے اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھنے کہی جائے۔ پانچویں تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہ باندھیں یہ امر بھی آثار سے ثابت ہے۔ کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأۃ تین تکبیر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سبح اسم۔ ہل اتاک حدیث الغاشیہ یا سورہ ق اقترب الساعۃ پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ اور سب سنیں۔ خطبہ جمعہ کی طرح بیٹھ کر پھر نہیں اٹھتے۔ اور اسکے بعد دعا لوگوں کی تحریک سے حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے۔

متفرق عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں۔ اور نماز عید کے بعد مصافحہ و معانقہ امر مشروع اور سنت نہیں۔ اور عید کے دن عورتوں کا عید گاہ میں جانا بھی امر مسنون ہے۔ اور بچے بھی عید والے دن جائیں۔ چھوٹی لڑکیوں کا دف سے پاک گیت گانا اور کھاڑہ جائز ہے

دیکھو بھائیو! میں پھر اخیر میں کہتا ہوں کہ صوم ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ کہ مولا کریم خود اس جزا ہے جیسا کہ فرمایا۔ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی۔ پس تم اپنے مولیٰ کو پانا چاہتے ہو۔ تو روزے رکھو۔ اور اس حقیقت کے ساتھ رکھو جو اس مضمون میں بیان ہوئی۔ اور دعاؤں میں لگ جاؤ کہ خدا ماہ رمضان میں خصوصیت سے دعائیں قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں روزے کے احکام بیان کرکے فرماتا ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا لی لعلھم یرشدون اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپر عمل کرنے کی توفیق بخشے اللھم ربنا آمین

کار ثواب ۔ رمضان المبارک میں غرباء احمدیوں کے نام فاروق جاری کرا کر اجر حاصل کرو

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نجران کے عیسائی پادریوں سے مباحثہ

کلیسائے نجران کے متعلق کوئی بہتر گاؤں تھے جنمیں ایک لاکھ زائد مردان نبرد آزما آباد تھے۔ جو کلمہ عیسائی تھے اس زمانہ میں دستور تھا کہ جب کوئی امر عظیم الشان درپیش آتا جسمیں اجتماع کافہ انام ضروری دلا بد سمجھا جاتا۔ تو اس امر کا اعلان عام کرنے کے لئے گرجا کے گھنٹے بجائے جاتے۔ اور گرجا پر ٹاٹ کے پردے لٹکائے جاتے تھے چنانچہ جب اسقف اعظم کے حکم سے کل علاقہ کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نامۂ مبارک پڑھ کر سنایا۔ اور عامۃ الناس کی رائے دریافت کی گئی۔ بعد مشورہ کے قرار پایا کہ قوم کے چیدہ ارکان کا ایک وفد زیر قیادت اسقف مدینہ منورہ میں بھیجا جائے۔ جو وہاں کے حالات من وعن معلوم کرکے واپس آئیں۔ پھر اس کا قطعی فیصلہ کیا جائے گا۔ الغرض اسقف ابو الحارث جو گرجا کا امام اور مرجع انام تھا۔ بلکہ قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ بھی اس کی بڑی عزت و حرمت کیا کرتے تھے۔ بمعیت ایہم نامی ملقب بہ سیدہ حاکم و جج علاقہ و نیز عبد المسیح ملقب بہ عاقب امیر و والی علاقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ ان کے ساتھ دیگر چیدہ سردار بھی تھے۔ اور مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ اور وہیں ان کو ان کے اپنے طور پر نماز پڑھ لینے کی بھی اجازت دی۔

جب وفد نجران حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے ان سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق گفتگو کی۔ اور پوچھا کیا تم اس بات کے قائل و معتقد ہو کہ اللہ حی و قیوم ہے؟ انہوں نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب مسیح علیہ السلام حی و قیوم نہیں ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔

فرمایا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر کوئی چیز آسمان و زمین میں مخفی نہیں وفد نجران نے اقرار کیا کہ ہاں بے شک اللہ پر کوئی شے کہیں ہو مخفی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب مسیح علیہ السلام کا علم تمام اشیاء پر محیط نہ تھا۔ اور اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں ۔

پھر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ مستجمع جمیع صفات حمیدہ اور تمام عیوب و نقائص اور حوائج بشری سے منزہ ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ نہ قضائے حاجت کا محتاج ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کھاتے پیتے تھے۔ اور حوائج بشری کو رفع کرتے تھے اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں ۔

پھر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ خالق کل شے اور مصور فی الارحام۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ایک عورت نے حمل میں لیا۔ عورت کے حمل کی طرح خدا نے اس کی تصویر رحم مادر میں بنائی۔ اس کی ماں نے اس کو جنا۔ جس طرح عورتیں بچہ کرتی ہیں۔ اس کی پرورش کی۔ جس طرح بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ وفد نجران نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ان باتوں کا اعتراف کرے۔ وہ الوہیت جناب مسیح علیہ السلام کا کیونکر قائل و معتقد ہو سکتا ہے۔

غور کرو وفد نجران کے مقابل حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء نے ابطال الوہیت جناب مسیح علیہ السلام پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال فرمایا۔

الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان ان الذی کفروا بایات اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذو انتقام

ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شی فی الارض ولا فی السماء ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا ھو العزیز الحکیم۔

(پ۳ - س آل عمران - ع ۱)

نصاریٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اثبات پر بہت جھگڑے کہ عیسیٰ بندہ نہیں۔ اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے؟ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیہ مجیدہ نازل ہوئی۔

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (پ۳ س آل عمران ع ۶)

ترجمہ "اللہ کے ہاں جیسے آدم ویسے عیسےٰ کہ خدا نے مٹی آدم کے پتلے کو بنا کر اس کو حکم دیا کہ آدم بن اور وہ آدم بن گیا"۔

غور کرو مرقومہ بالا آیہ شریفہ میں یہود و نصاریٰ دونوں پر اتمام کیا گیا ہے۔ یہود کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جس خدا نے آدم کو مٹی سے بے ماں باپ کے پیدا کر دیا ہے۔ اسے عیسےٰ کا بے باپ کے پیدا کرنا کیا عجب ہے۔ پھر عیسےٰ کی پیدائش میں بدگمانی کیوں کی جاتی ہے؟ نصاریٰ پر اس طرح اتمام حجت کیا گیا ہے۔ کہ اگر عیسےٰ کا بے باپ کے پیدا ہونا انکے خدا یا ابن اللہ ہونے پر دال ہے۔ تو آدم کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے۔ اس بناء پر آدم کو بطریق اولیٰ اللہ یا ابن اللہ ہونا چاہیئے ۔

وفد نجران نے کہا کہ عیسیٰ کلمۃ اللہ نہ تھے؟ آپ نے فرمایا۔ بے شک جناب مسیح علیہ السلام کلمۃ اللہ تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اسی قدر کافی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو متشابہات کی پیروی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیۂ مجیدہ نازل فرمائی:۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ (پ۳ س۔ آل عمران ع ۱)

ترجمہ "جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں"۔

قرآن مجید میں تدبر و تفکر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب مسیح علیہ السلام ہی اکیلے کلمہ نہیں بلکہ کلموں میں سے ایک کلمہ ہیں۔ چنانچہ خدائے عزوجل اپنے بے حد و لاتعد کلمات کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا

(پ ۱۶ س الکہف ع ۱۱)

ترجمہ "اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لکھنے کے لئے سمندر کا پانی سیاہی کی جگہ ہو۔ تو قبل اسکے کہ میرے رب کے کلمات تمام ہوں سمندر ہی بیت جائے۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور سمندر۔ اس کی مدد کو لائیں ۔

آیہ مجیدہ مرقومہ بالا میں غور کرو تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس لاانتہا تعداد میں سے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلموں کی ہے۔ ایک کلمہ جناب مسیح علیہ السلام بھی ہیں اس بنا پر یہ ان کی خصوصیت بھی نہ رہی۔ الوہیت یا ابنیت کا تو کیا ذکر ہے ۔

(مقتبس از مضمون رسالہ صوفی)

دوزخ سے بچانے کی ٹھیکیداری

ہمارے معزز شیعہ صاحبان عموماً اور سید علی حائری صاحب کے متعلق خصوصاً اس مضمون کو غور سے پڑھیں اس سے پہلے تشحیذ الاذہان بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۸ء اور اخبار فاروق ۷ مارچ اور دیگر اخبارات میں شیعوں کے قبلہ و کعبہ سید علی الحائری صاحب کا ایک وکالت نامہ شائع ہو چکا ہے۔ جس میں مردوں کے گناہوں کی بخشش کا چند روپیوں میں ٹھیکہ لینے کا بیان ہے۔ اور اس کے ذمہ دار سید علی حائری صاحب مجتہد العصر والزمان ہیں۔ چنانچہ ان کے مندرجہ ذیل وکالت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سید علی حائری کا وکالت نامہ۔

وکالت نامہ ۔ باسمہ سبحانہ ۔ تمام مومنین مقلدین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو واضح ہو کہ تقلید کے معنے مطابق فرمان مجتہد کے احکام خدا اور رسول پر عمل کرنے کے ہیں۔ کوئی مومن بغیر پوری تقلید اور عمل کرنے کے بہشتی اور ناجی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسواسطے ہم نے ..... کو اپنا وکیل کیا ہے۔ کہ وہ تمام مومنین سے تمام حقوق خداو رسول خمس وزکوٰۃ اور سہم ائمہ علیہ السلام کے کہ ہمارے پاس بھیجدیا کرے۔ اور نیز جن مومنین کے ذمہ دین بغیر نماز و روزہ و حج وزکوٰۃ کے فوت ہو گئے ہوں ان کی نماز و روزہ اور حج وزکوٰۃ اور زیارت کربلا بمعلے اجارہ پر ادا کروائیں۔ اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے ۱۲ روپیہ۔ روزہ ایک سال ایک ماہ کے واسطے ۱۰ روپیہ۔ ہر مومن کے حج کے واسطے چھ سو روپیہ۔ زیارت دروہ کربلا بمعلے کاظمین سامرہ کے واسطے دو سو روپیہ۔ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں۔ اور ان کے حال پر رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج وزیارت مذکورہ حساب سے روپیہ ..... کو سپرد کردیں۔ وہ (وکیل) اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیجدیا کرے (یعنے دیر نہ کرے) تاکہ ہم ان اعمال کو ادا کیا کریں۔ فقط۔ مورخہ ۱۷ر اگست ۱۹۰۷ء

از مبارک جوبلی لاہور نمقہ خادم الشریعۃ علی الحائری

نشان مُہر

ناظرین پر واضح رہے کہ ہم بار بار اس وکالت نامہ کو اس لئے شائع کرتے ہیں کہ یہ وکالت نامہ قابل قدر ہے۔ اور شیعیت کی اصلیت کو روشن کرتا ہے اس وکالت نامہ میں تقلید کا حکم دیا ہے۔ اور تقلید کے متعلق ملاحظہ ہو سورۃ المائدہ تفسیر مجمع البیان الجزو ۷ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰبائنا الخ بیان لقصور عقلھم وانھما کلھم فی التقلید وان لا سند لھم سواء اولو کان اٰبائھم الخ یعنے او حسبھم ما وجدوا علیہ اٰبائھم و لو کانوا جھلۃ ضالین۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ خدا تعالےٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا ہمکو وہی کافی ہے جسپر ہم نے اپنے اجداد کو دیکھا۔ اب سید علی حائری صاحب اور اس کے مقلد صاحبان غور کریں کہ اس طرح کی تقلید کیونکر جائز ہے جو شیعہ مذہب میں ایک رکن اعلیٰ ہے۔ کیا سید علی حائری صاحب کے نزدیک یہی تقلید ضروری ہے۔ جو شیعہ مذہب میں ہے یا کوئی اور طرح کی تقلید۔ امید ہے کہ مولوی حائری صاحب اسکا جواب دینگے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ وہ جواب نہ دینگے۔ پھر آپ نے جو لکھا ہے۔ کہ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں" بالکل غلط اور مہمل ہے۔ اسلئے کہ شیعہ مذہب میں بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ مدار نجات یہ ہے۔ کہ آپ صاحب کیطرف روپیہ بھیجدو۔ اور جنت کے وارث بنجاؤ۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا سرٹیفکیٹ ہو تو اسے پیش کرنا چاہئے۔ پھر ہم مان لینگے۔ کہ آپ سند یافتہ ہیں۔ بلکہ تعلیم شیعہ تو یہ ہے کہ سنیوں کے نیک اعمال شیعوں کو ملیں گے اور شیعوں کے بد اعمال سنیوں کو دیئے جائینگے۔ کیا مولوی لاہوری قمی کو اس سے انکار ہے۔

اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی شیعہ جہنمی نہیں ہوگا مگر بخلاف اس کے آپ تمام شیعوں کی مخالفت کرکے پیلنج دیتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس روپیہ روانہ کردو اور جہنم سے مُردوں کو بچالو۔ حالانکہ علی بن ابراہیم سورہ فتح کی تفسیر کرتے ہیں۔ "انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" عن عمر بن یزید قال قلت لابی عبداللہ قول اللہ تعالیٰ فی کتابہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" قال ما کان لہ ذنب ولا ھم بذنب ولکن اللہ حمل ذنوب الشیعۃ ثم غفرھا لہ"

عمر بن یزید سے مروی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے اس آیہ مبارکہ کے بارے میں پوچھا۔ جو قرآن مجید میں ہے۔ لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔

یعنے ضرور اللہ تعالےٰ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کریگا۔ حضرت ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلعم کے لئے کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن ہاں اللہ نے شیعوں کے گناہ آپ پر لاد دیئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وہ گناہ معاف فرما دیئے۔ ناظرین کرام غور فرمائیں۔ پھر ملاحظہ ہو تفسیر علی ابراہیم قمی ص۶۱۲ سورۃ الرحمٰن فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان"

قال منکم یعنی من الشیعۃ انس ولا جان یعنا ہ الہ من تولی امیر المؤمنینؑ وتبرء من اعدائہ واحل حلالہ وحرم حرامہ ثم دخل فی الذنوب ولم یتب فی الدنیا عذب علیھا فی البرزخ ویخرج یوم القیٰمۃ ولیس لہ ذنب لیسئل عنہ یوم القیٰمۃ عاصل یعنی اس روز گناہ کا سوال نہ تو جنوں سے کیا جائیگا اور نہ انسانوں سے۔

فرمایا کہ یہ تمہارے بارے میں ہے۔ (یعنی جن اور انسان۔ ان سے قیامت کے روز گناہوں کی پرسش نہ ہوگی) اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت رکھے اور آپ کے دشمنوں پر تبرا کرے اور آپ کے حلال کردہ کو حلال جانے اور حرام کئے ہوئے کو حرام جانے۔ پھر اگر گناہ کرنے شروع کردے۔ اور دنیا میں توبہ بھی نہ کی ہو تو اسپر برزخ میں عذاب ہوگا۔ اور قیامت کے روز بے عیب نکالا جائیگا۔ اس سے کسی قسم کی پرسش نہ ہوگی۔ کیا اس تعلیم کے ملاحظہ کرنے کے بعد بھی سید علی الحائری کو اس کے مقلد نقد روپیہ مفت روانہ کرتے رہینگے۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ سورہ النحل ھل تجزون الا ما کنتم تعلمون یعنے تم وہی پاؤ گے جو کرتے ہو مگر بخلاف اس کے حائری صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے اعمال ادا کئے ہوئے تمکو جہنم سے بچالینگے۔ سورہ النساء قل لا تسئلون عما اجرمنا ولا نسئل عما تعلمون ط اے محمد کہہ دیجئے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں۔ تم سے اس کے متعلق کچھ نہ پوچھا جائیگا۔ اور جو تم کرتے ہو ہم سے اس کے متعلق پرسش نہ ہوگی ط جسکا حال یہ ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر شخص کو اپنی کی ہوئی بات سامنے آئیگی۔ مگر مولوی حائری لاہوری فرماتے ہیں کہ اگر نقد روپیہ میرے طرف روانہ کردو۔ تو میں اعمال دوسروں کے ادا کرکے مردوں کو جہنم سے بچا سکتا ہوں۔

ناظرین انصاف کریں کہ جب سید المرسلین کے اعمال کسی دوسرے کے کام نہیں آسکتے جب تک کہ وہ خود بھی اُن کی تعلیم پر چلکر نیک کام نہ کرے۔ تو حائری صاحب کے اعمال دوسرے کو کیونکر کام آسکتے ہیں

پھر مذکورہ سورہ مبارکہ میں آیا ہے۔

ھل یجزون الا ما کانوا یعملون ط

یعنی جو کچھ کرتے ہیں۔ اس کے موافق اُن کو جزا دیجائیگی

پھر اسی سورہ کے تیسرے مقام میں آتا ہے

فالیوم لا یملک بعضکم لبعض نفعاً ولا ضراً ط

یعنی آج کے روز ایک دوسرے کے نفع اور نقصان میں بھاگیداری نہیں ہوسکتی۔

بخلاف اس کے مولوی حائری لاہوری لکھتے ہیں کہ اگر روزہ نمازیں وغیرہ تمہارے آباؤ اجداد سے فوت ہوگئے ہوں۔ تو کچھ غم نہ کرو صرف میرے پاس حساب مقررہ کے لحاظ سے روپیہ منی آرڈر کردو پھر اُن کے جہنم سے نکال لینے کا انتظام میں خود کرونگا۔

سورہ فاطر۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری ط وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شئ ولو کان ذا قربی ط

جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اگرچہ عزیز کیوں نہ ہو۔ وہ بھی اسی ثقل بار سے کچھ چیز دوسرے کی نہ اٹھائیگا۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ سید علی حائری اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے۔ یہ چیلنج دیتے ہیں کہ ہماری طرف روپیہ روانہ کردو۔ پھر ہم اس جہنم سے جس کا بار سخت ہے۔ تم کو سبکدوش کردینگے +

خادم القوم میر غلام حمید خاں

۔ از قادیان

فاروق کی خریداری بڑھانیکی طرف توجہ کریں +

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جوابات

نمبر ۳

سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۲۳/۳۰ مئی ۱۹۱۸ء

یہ جوابات مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب سابق بھینی ضلع لاہور نے رقم فرمائے۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۵۔ انت منی بمنزلہ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

سوال نمبر ۶۔ تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے

الحکم جلد ۴۔ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۰ء

جواب سوال نمبر ۵ و ۶۔ انت منی بمنزلۃ اولادی بھی از قسم مجازات، متشابہات و استعارات ہے۔ نہ از قسم حقیقیات و بینات۔ اس قسم کے الہامات سے قرآن کریم و احادیث نبی رحیم میں بہت نظائر مل سکتے ہیں۔ آیت کریمہ اذکروا اللہ کذکرکم آباءکم الآیہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس کے معنی ہیں تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو مانند ذکر کرنے تمہارے کی باپوں اپنوں کو۔ یہاں ذاکر کو مانند ابن اور اللہ تعالیٰ کو مانند اب قرار دیا گیا ہے اور لفظ "بمنزلۃ" تو کاف تشبیہ ہے۔ پھر اعتراض اس الہام پر کیا؟ اور اس قسم کے استعارات احادیث شریف سے بھی دکھلائے جاتے ہیں۔ عن عبداللہ رض قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیی ابی وخلیلی ربی ثم قرأ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین رواہ الترمذی صفحہ ۱۲۲ جلد دوم

عبداللہ رض سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہر ایک نبی کے نبی ہی دوست ہے۔ مگر میرا دوست میرا رب ہے۔ جو میرا باپ و خلیل ہے۔ پھر استشہاد کے لئے یہ آیت پڑھی۔ یعنی ابراہیم سے پیار کرنیوالے لوگ وہی ہیں جو اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ اور یہ نبی بھی اور اس کے مومن لوگ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ سب مومنوں کا دوست ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ جلد دوم۔ تفسیر سورہ آل عمران میں صفحہ ۱۲۲ پر۔

عن انس وعبداللہ قال قال رسول اللہ صلعم الخلق عیال اللہ فاحبّ الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۱۔ انس وعبداللہ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے سب خلق اللہ تعالیٰ کا عیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب وہی ہے۔ جو اسکے عیال کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ روایت کیا اسکو البیہقی نے شعب الایمان میں۔ حدیث اوّل میں اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلعم کا باپ کہا گیا ہے۔ اور حدیث دوم میں خلق عیال خدا تعالیٰ کا۔ اور عیال میں اولاد بھی داخل ہے۔ گویا سب بنی آدم اللہ تعالیٰ کے مجازی بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ باپ۔ اور مولانا رومؒ بھی اپنی کتاب مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

اولیا اطفال حق اندر پسر

غائبی و حاضری بس با خبر

یعنی اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کے لڑکے ہیں۔ یہ سب مجازات ہیں۔ اور متشابہات۔ انکو حقیقی معنے قرار دینا کجروی اور گناہ اور شرک ہے۔ ایک حدیث میں اہل قرآن کو اہل اللہ قرار دیا گیا ہے۔ رواہ ابن ماجہ۔ اور اہل میں بی بی بیٹے بھی داخل ہوتے ہیں اور ایک حدیث میں انبیاء کو بیٹے اور دین واحد کو باپ مجازاً کہا گیا ہے۔ رواہ احمد و ابو داؤد۔ اور قرآن کریم میں مسافر کو ابن السبیل یعنی راہ کا بیٹا کہا گیا ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ایسے الہامات قرآنیہ و حدیثیہ کو پیرکے راندے ہوئے منکر رسول اللہ صلعم کو خدا ہی جانے کیا کہینگے اگر کہیں یہ استعارے ہیں تو ہم کہینگے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات مذکورہ بھی استعارے ہیں۔ فما ھو جوابکم ھو جوابنا۔ اور اگر کچھ اور گند بولیں۔ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ انکی گردن میں پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے منکرین کو الہامات ربانی سمجھنے کی ہدایت کرے۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۲۔ انت منی وانا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ دافع البلاء صـ

سوال نمبر ۲ کا جواب۔ الہام انت منی وانا منک دافع البلاء کے صفحہ ۱ پر ہے پر نہیں اس الہام کی تشریح حضرت اقدس مسیح موعود ملہم من اللہ نے ایک تقریر میں خود ہی کر دی ہے۔ اسکا بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ فرمایا۔ انت منی تو بالکل صاف ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ میرا ظہور محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ہوا ہے۔ اور اس سے ہے۔ دوسرا حصہ اس الہام کا کسی قدر شرح طلب ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسا قرآن شریف میں بار بار اس کا ذکر ہوا ہے) وحدہ لاشریک ہے۔ نہ اسکی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں نہ افعال الہیہ میں۔ سچی بات یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کامل اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان ہر قسم کے شرک سے پاک ہو۔ توحید تب ہی پوری ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار صفات و افعال کے بے مثل مانیں۔ نادان میرے اس الہام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن اپنی زبان سے اقرار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی صفات بھی دوسرے کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ازلیت مانتے ہیں۔ عالم الغیب مانتے ہیں حی و قیوم مانتے ہیں کیا شرک ہے یا نہیں یہ خطرناک شرک ہے۔ جس نے عیسائی قوم کو تباہ کیا ہے۔ اور اب مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے ان کے اس قسم کے اعتقادوں کو اپنے اعتقادات میں داخل کر لیا ہے۔ پس اس قسم کی صفات جو اللہ تعالیٰ کی ہیں کسی دوسرے انسان میں خواہ وہ نبی ہو یا ولی تجویز نہ کرے۔ اور اسیطرح خدا تعالیٰ کے افعال میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ دنیا میں جو اسباب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض لوگ اس حد تک اسباب پرست ہو جاتے ہیں۔ توحید کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ شرک فی الاسباب کا شائبہ باقی نہ رہے۔ خواہ الاشیاء کی نسبت یقین نہ کیا جائے کہ وہ خواص ان کے ذاتی ہیں۔ بلکہ یہ ماننا چاہیئے۔ کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت کر رکھے ہیں۔ جیسے تریاق سانپ کا زہر لاتی ہے۔ یا سم الفار ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ تو میں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تریاق دست آور ہوتی ہے۔ اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیت رکھ سکتا ہے۔ اور نہ اسے کھا کر کوئی مر سکتا ہے۔ غرض اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑھاوے۔ اور صفات و افعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے تو توحید کی حقیقت اسمیں متحقق ہو گی اور ایسے موحد کہینگے۔ لیکن اگر وہ صفات و افعال الٰہیہ کو کسی دوسرے کے لئے تجویز کرتا ہے۔ تو وہ زبان سے گو کتنا ہی توحید ماننے کا اقرار کرے وہ موحد نہیں کہلا سکتا۔ ایسے موحد تو آریہ بھی ہیں۔ جو اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ لیکن باوجود اس اقرار کے وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ وہ اپنے وجود اور قیام میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں گویا اپنی ذات میں ایک مستقل وجود رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کر سکتے۔ ایسے افعال اور اعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں۔ جنسے صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑھاوے۔ اور صفت و افعال الٰہیہ میں کسیکو شریک نہ کرے۔ انسان میں جو قوتیں اور ملکہ اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے۔ مثلاً آنکھ اس نے دیکھنے کیلئے بنائی ہے۔ اور کان سننے کے لئے اور زبان بولنے اور ذائقہ کیلئے۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے۔ ان اعضاء و قویٰ کے افعال خواص محدود ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں۔ اور وہ لیس کمثلہ شئ ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہو گی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے وحدہ لاشریک یقین کیا جاوے۔ اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکہ یہ اللذات اور باطلۃ الحقیقۃ سمجھ لے کہ نہ میں کچھ چیز ہوں اور نہ میری تدابیر۔ اور اسباب کچھ چیز ہیں اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ شاید ہم اسباب سے منع کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم اسباب سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب ابھی ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ انکو خدا کا شریک بنا دے بلکہ انکو بطور خادم سمجھے جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو۔ تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔ تو اصلی مقصد اسکا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے۔ یہ سمجھے کہ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں۔ اور کوئی نفع نہ دیں۔ اسی کے موافق ہے۔ جو مجھے الہام ہوا رب کل شئ خادمک بت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے۔ کہ پتھر بنا کر پوجا کرتے ہیں۔ یا کسی درخت یا اور شے کی پرستش کرتے ہیں۔ اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بت پرستی کا نہیں ہے۔ بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے۔ اگر کوئی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سست ہو جاوے۔ تو اس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ لیکن جو اسباب کو خدا بنا لیتا ہے تو وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسوقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک تو مردہ کی پرستش کر رہا ہے۔ اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں۔ وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں۔ اور اسطرح پر یہ اسباب پرستی کی مرض (تپ) دق کیطرح لگی ہوئی ہے۔ اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نو تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اب سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اسلام سے باہر جا رہے ہیں۔ اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کے (تپ) دق میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ فنا دور نہیں ہو سکتی - اور اسکا علاج نہیں ہو سکتا جب تک انسان کے دلمیں خدا کی ایک تجلی نہ ہو - جو اللہ تعالےٰ کے فیض اور اثر کو اس تک پہنچاتی ہے - اور یہ تجلی اسوقت پیدا ہوتی ہے - جب انسان ایک شکستہ نفس ہو جاوے - اور اپنی ہستی کو بالکل فانی سمجھ لے جسکو فنا نظری کہتے ہیں - فنا کی دو قسمیں ہیں - ایک فنا حقیقی ہوتی ہے - جیسے وجودی مانتے ہیں کہ سب خدا ہی ہیں - یہ بالکل اصل اور غلط اور شرک ہے - دوسری قسم فنا کی فنا نظری ہے اور وہ یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ سے ایسا شدید اور گہرا تعلق ہو کہ اسکے بغیر ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی ہستی ہو باقی سب ہیچ اور فانی ہو - یہ فنا تم درجہ توحید کے اعلےٰ مرتبہ پر حاصل ہوتا ہے - اور توحید کامل ہی اس درجہ پر ہوتی ہے - جو انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے - وہ اللہ تعالےٰ کی نسبت میں کچھ ایسا کھویا جاتا ہے کہ اس کا اپنا وجود بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت میں ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے - جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں ڈالا جاوے - اور وہ اسقدر گرم کیا جاوے کہ آگ کی طرح سرخ ہو جاوے - اسوقت وہ لوہا آگ ہی کی شکل ہو جاتا ہے اسیطرح پر ایک راست باز بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کے اعلےٰ درجہ پر پہنچکر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے - اور کمال درجہ کی نیستی ظہور پاتی ہے - اسوقت وہ ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے - اور حقیقی طور پر وہ اسوقت کہلاتا ہے - اَنْتَ مِنِّیْ - یہ خدا کا فضل ہے جو دعا مانگتا ہے یاد رکھو کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے - اسلئے مومن کا کام ہے کہ دعا میں لگا رہے - اور اس استقلال اور صبر کیساتھ دعا کرے کہ اسکو کمال کے درجہ پر پہنچا دے - اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے - اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا - بلکہ ؎

گو نباشد بدوست راہ دراز ۔۔۔ شرط عشق است و طلب مردان

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالےٰ اس دعا کا جواب دیتا ہے - جیساکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دونگا - اور تمہاری دعا قبول کرونگا - حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل امر ہے - جب تک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے کچھ فائدہ نہیں ہوتا - بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں - کہ جو دعا کرتے ہیں مگر بڑی بے دلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں انکی دعا ثمر بار ہو جاوے حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے - اس نے ہر کام کیلئے اوقات مقرر فرمائے ہیں - اور جسقدر کام دنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں اگرچہ وہ قادر ہے - کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے سو کر دے - اور ایک کُن سے سب کچھ ہو جاتا ہے مگر دنیا میں اس نے اپنا یہی قانون رکھا ہے - اسلئے دعا کرنے والے آدمی کو اسکے نتیجہ کے ظاہر ہونے کے لئے گھبرانا نہیں چاہیئے - یہ بھی یاد رکھو کہ دعا اپنی زبان اور بولی میں بھی کر سکتے ہو - بلکہ چاہیئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے - اس زبان پر وہ قادر ہوتا ہے - دعا نماز کا مغز اور روح ہے - اور رسمی نماز جب تک اسمیں روح نہ ہو کچھ نہیں اور روح کے پیدا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع اور خضوع ہو اور یہ اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دلمیں ہو - اور یہ بات اسوقت تک حاصل نہیں ہوتی - جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے - غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے - اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے - اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے - جس میں وہ اس بات کا حقدار ہوتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ اسکے کہ اَنْتَ مِنِّیْ -

اصل حقیقت انت منی کی تو یہ ہے - اور عام طور پر تو ظاہر ہی ہے - کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے اب اسکے بعد اور حصہ اس الہام کا وَ اَنَا مِنْکَ ہے پس اسکی حقیقت سمجھنے کیواسطے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا انسان جو نیستی کے کامل درجہ پر پہنچکر ایک نئی زندگی اور حیات طیبہ حاصل کر چکا ہے - اور جس کو خدا تعالےٰ نے مخاطب کرکے فرمایا ہے - انت منی جو اسکے قرب اور معرفت الٰہی کی حقیقت سے آشنا ہونیکی دلیل ہے - اور یہ انسان خدا تعالےٰ کی توحید اور اسکی عزت و عظمت اور جلال کے ظہور کا موجب ہوا کرتا ہے - وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ایک عینی اور زندہ ثبوت ہوتا ہے - اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا خدا تعالےٰ کا ظہور انہیں ہوا کرتا ہے - اور خدا تعالےٰ کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے - اس حالت میں جب اس کا وجود خدا نما آئینہ ہوتا ہے - تب اللہ تعالےٰ اس کیلئے کہتا ہے - وَ اَنَا مِنْکَ - انسان (جسکو انا منک کی آواز آتی ہے) اسوقت دنیا میں آتا ہے - جب خدا پرستی کا نام و نشان مٹ گیا ہوتا ہے - اس وقت بھی چونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے - اور خدا شناسی اور خدا رسی کی راہیں نظر نہیں آتی ہیں - اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے - اور محض اپنے فضل و کرم سے اس نے مجھکو مبعوث کیا ہے - تا میں ان لوگوں کو جو اللہ تعالےٰ سے غافل اور بے خبر ہیں - اس کی اطلاع دوں - اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اسطرف آئیں انہیں خدا تعالےٰ دکھلا دوں - اس بنا پر اللہ تعالےٰ نے مجھے مخاطب کیا - اور فرمایا - اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ - آخر اس نے کو کیا ہے - جب طبیعت میں فساد اور ناپاکی ہو تو وہ نیکی کیطرف کب آنا پسند کرتی ہے - بلکہ خلاف طبع سمجھکر اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے - میرے اس الہام کی سچائی کا ثبوت اس پر اعتراض ہی ہیں - اگر خدا تعالےٰ کا انکار اور دہریت بڑھی ہوئی نہ ہوتی تو کیوں اعتراض کیا جاتا - میں سچ سچ کہتا ہوں - کہ اسوقت خدا تعالےٰ کا پاک اور خوشنما چہرہ دنیا کو نظر نہ آتا تھا - اور اب مجھ میں ہو کر نظر آئیگا - اور آرہا ہے - کیونکہ اسکی قدرتوں کے نمونے اور عجائبات قدرت میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں - جن کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھتے ہیں مگر جو اندھے ہیں وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں - اللہ تعالےٰ نے اس امر کو محجوب رکھا ہے - کہ وہ شناخت کیا جاوے اور اسکی شناخت کی یہی راہ ہے - کہ مجھے شناخت کرو - یہی وجہ ہے کہ میرا نام اس نے خلیفۃ اللہ رکھا ہے - اور یہ بھی فرمایا کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فخلقت آدم یعنی میں مخفی خزانہ تھا پس میں نے دوست رکھا کہ میں لوگوں میں پہچانا اور مشہور کیا جاؤں پس میں نے اس آدم کو پیدا کیا (یعنی مسیح موعود کو) اسمیں آدم میرا نام رکھا ہے۔ یہ حقیقت اس الہام کی ہے۔ ایسا کسپر بھی کوئی اعتراض کرتا ہو۔ تو اللہ تعالےٰ خود اسکو دکھا دیگا۔ کہ وہ کہاں تک حق پر ہے۔ انشاء۔ مومن صالح منصف مزاج تو اسیقدر تشریح الہام مذکور کی دیکھکر حق کو قبول ہی کر لیتا ہے۔ متعصب کو دفاتر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و اقوال و الہامات سلف صالحین بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ میں ایسے لوگوں کی ہمدردی کیلئے اس الہام کے الفاظ کی مثل احادیث صحیحہ سے بھی دکھلا سکتا ہوں شائد انکو ہدایت ہو جاوے۔ حدیث اول عن ابی عامر الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم لیمن الحی الاسد والاشعرون لا یفرون من القتال ولا یغلون هم منی وانا منهم رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب۔ مشکوٰۃ صـ۵۵۳۔ ابی عامر اشعری سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے اسد۔ اشعرون کیا اچھے قبیلے ہیں وہ جنگ سے بھاگتے اور نہ مال غنیمت میں خیانت کرتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ حدیث دوم۔ عن ابی یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلعم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط رواہ الترمذی مشکوٰۃ صـ۵۵۴۔ ابی یعلی بن مرۃ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے۔ جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ حسین ایک سبط ہے اسباط سے۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔ حدیث سوم۔ عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اعیذک باللہ من امارۃ السفهاء وقال وما ذاک یا رسول اللہ قال امراء یکونون من بعدی من دخل علیهم فصدقهم بکذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیسوا منی ولست منهم ولم یرد واعلی الحوض ومن لم یدخل علیهم ولم یصدقهم بکذبهم ولم یعنهم علی ظلمهم فاولئک منی وانا منهم

واولئک یردون علی الحوض رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ صـ۵۵۳۔ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہا فرمایا مجھکو رسول اللہ صلعم نے پناہ میں لاتا ہوں تجھکو ساتھ اللہ تعالیٰ کے میری بیوقوف لوگوں سے۔ کہا وہ کون لوگ ہیں اے رسول اللہ کے فرمایا وہ امراء لوگ ہیں۔ کہ میرے بعد جلد تر ہو جائینگے جو شخص ان پر داخل ہو ان کے کذب کو سچا مانتا ہو۔ اور ان کے ظلم پر اعانت کرتا ہو۔ وہ نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ اور وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہیں آئینگے۔ اور جو شخص ان پر داخل نہ ہوگا اور نہ ان کے کذب کی تصدیق کریگا اور نہ ان کے ظلم پر اعانت کریگا۔ پس ایسے لوگ مجھ سے ہیں۔ اور میں ان سے ہوں۔ اور وہی لوگ میرے حوض پر آئیں جائینگے۔ روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے۔ حدیث اول میں قبیلہ اسد اور قبیلہ اشعریہ قبائل قریش و بنی ہاشم سے نہ تھے۔ اور نہ آنحضرت صلعم ان سے تھے۔ ہاں انہوں نے اسوقت آنحضرت صلعم کی امداد کی جبکہ اہل عرب مشرک آپکے جانی و مالی دشمن ہو گئے وہ آنحضرت صلعم کی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ نہ اپنی جان کے رہے اور نہ اپنے مال کے۔ پھر وہ شہادت کے ایسے شائق کہ جس سے جنگ سے بھاگ جانیکی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اور محبت مال سے ایسے متنفر ہوئے کہ توحید الٰہی کے نورانی چہرہ نے انکو اپنی ہستی سے نیست و نابود کر دیا تھا۔ پھر وہ مال غنیمت میں کیونکر خیانت کرتے۔ اب وہ اس امر کے لائق ہو گئے کہ آنحضرت صلعم انکو فرماتے هم منی چونکہ عرب قوم آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی سخت دشمن تھی۔ اور قبائل اسد و اشعرون نے آپ کی نبوت و رسالت کی اشاعت ایسی کی کہ حضور کریم لفظ یعنی وانا منهم کہنا پسند آیا۔ ایسا ہی حدیث دوم میں حضرت حسین علیہ السلام لخت جگر فاطمۃ الزہراء کا ظہور آنحضرت صلعم کے پیارو محبت سے ہوا اور آپکے نور نبوت و رسالت کا پرتو ان پر پڑا تو اس امر کے لائق ہو گئے کہ حسین منی انکو کہا جاوے۔ چونکہ آپکو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ میرے بعد ظالم حاکم پیدا ہونگے۔ اور ظلم کی پلیدی سے زمین کو پلید کر دینگے۔ اسوقت یہ میرا پیارا حسین مقابلہ میں اٹھیگا۔ اور اپنے خون کے اشتہار سے دنیا کو ان کا ظالم ہونا اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی مذکور سے راست باز ہونا ظاہر و مشہور کریگا۔ جس پر آنا من حسین کا مقولہ صادق آجائیگا۔ ورنہ ظاہری طور پر تو پہلا جملہ اس حدیث کا حسین منی ظاہر ہی ہے۔ لیکن دوسرا جملہ یعنی وانا من حسین صادق نہیں آتا۔ ایسا ہی حدیث سوم میں مداہن یعنی خوشامدی لوگ جو ظالم حکام کی خوشامد کرتے اور ان کے جھوٹ کو سچ کہتے ہیں۔ وہ نہ آنحضرت صلعم سے ہیں۔ اور نہ آنحضرت صلعم اُن سے۔ اور جو لوگ ان ظالموں کے پاس نہیں جاتے اور نہ ان کے کذب کو سچ کہتے اور آنحضرت صلعم کی محبت میں فنا ہیں۔ لائق ہے۔ کہ ان کے حق میں فرمایا جاوے وانا منهم۔ اور چونکہ ایسے نمونہ حق لوگوں سے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت پاک کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حق میں فرمایا جانا وانا منهم ٹھیک و صحیح ہے۔ ورنہ بظاہر نہ آنحضرت صلعم اُن سے ہیں اور نہ وہ آپ سے اسی طرح حضرت اقدس مسیح علیہ السلام کا ظہور مبارک اللہ تعالےٰ سے ہوا اور اللہ تعالےٰ کی توحید کا ظہور آپ سے ہوا۔ کہ صلیب پرستی کے اصول کو بدلائل قاہرہ توڑ کر مسیح کی موت قرآن و حدیث و انجیل سے ثابت کر کے عیسائی دنیا میں توحید کا ڈنکا بجایا۔ اس لئے آپ بھی الہام انت منی وانا منک کے مصداق ہو گئے۔ الحمد للہ علی کل حال۔

تین خوشخبریاں

جناب خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب احمدی۔ مسٹر ای۔ ایچ بشورتھ صاحب سشن جج کانپور کے ہفتے ایام رخصت میں سشن جی کی کرسی پر رونق افروز ہونگے۔

(۲) جناب خانصاحب محمد علی خانصاحب احمدی پولیس تحصیلدار کو خان بہادری کا خطاب۔

(۳) مکرم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لا پنجاب گورنمنٹ کی مقرر کردہ اشاعتی کمیٹی میں احمدیوں کے قائم مقام مقرر ہوئے۔

ایڈیٹر پیغام کو پالنسور روپیہ انعام

قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے دو زانہ پیسہ اخبار میں اعلان کیا ہے۔ کہ اگر پیغام والے یہ ثابت کر دیں کہ مسٹر ریچرڈسن عیدو کے دن خواجہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے جیسا کہ انہوں نے اعلان کیا ہے۔ اور وہ ایکسال پہلے کا مسلمان نہیں تو میں پالنسور روپیہ انعام دونگا۔ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے تصدیق کی ہے کہ میرے

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب مالک و طابع ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپکر شائع کیا گیا